مقالات

مسئلۂ بداء

علم کلام کا ایک تشنۂ تحقیق جزئیہ

(۲)

از جناب مولانا عبداللہ العمادی

(۱۱)

اسلامی مذاہب کی تاریخ | شیخ ابو منصور بغدادی (متوفی ۴۲۹ھ) کی کتاب "الفرق بین الفرق" کی اہمیت وعظمت مجمع علیہ تھی، اصل کتاب تو کب کی نایاب ہو چکی، مگر ۶۴۷ھ میں شیخ عبدالرزاق بن رزق اللہ ابن ابی بکر بن خلف نے اس کی تلخیص کی تھی جس کو بیروت کی امریکی یونی ورسٹی کے استاد فن تاریخ فلیپ حتی، د، ف، نے کہ نیویارک میں کولمبیا یونی ورسٹی کے پروفیسر بھی رہ چکے ہیں، مصر کے مشہور رسالہ "الہلال" کے مطبع سے ۱۹۲۴ء میں شائع کیا ہے۔ ابتدا میں ایک مقدمہ بھی ہے اور حواشی بھی ثبت کئے ہیں جو زیادہ تر اختلاف نسخ پر مبنی ہیں، اس کتاب میں مختار بن ابی عبید ثقفی کی وحی کا تذکرہ بھی ہے اور اس کے خیال میں جو وحی اس پر نازل ہوتی تھی اس کے متعدد نمونے بھی پیش کئے ہیں۔

مختار پر وحی اتری | اس وحی مفروضہ کی ایک مزعوم آیت ملاحظہ ہو۔

اما ورب السماء لتنزلن نار من السماء فلتحرقن دار اسماء — ہوشیار ہو جاؤ، آسمان کے پروردگار کی قسم ہے کہ آسمان سے حقیقت میں ایک آگ نازل ہوگی جو اسماء کا گھر جلا ڈالے گی۔

اسماء بن خارجہ کوفہ کا ایک سربرآوردہ رئیس تھا جس سے مختار کچھ مشکوک ہوگیا تھا، اس وحی کی خبر جب اس کو ملی تو سمجھ گیا کہ:

قد سجع بی ابو اسحاق وانہ سیحرق داری — ابو اسحاق نے میری نسبت سخن سازی کی ہے فی الواقع وہ بہت جلد میرے گھر میں آگ لگا دیگا' (ابو اسحاق مختار کی کنیت تھی) یہ کہا اور گھر چھوڑ کے راہ فرار اختیار کی۔

وحی کی تطبیق فعل سے | و بعث المختار الی دارہ من احرقها باللیل والظهر من غده ان نارًا من السماء نزلت فاحرقتها۔ — مختار نے کسی شخص کو بھیجا جس نے اسی شب اسماء کے گھر میں آگ لگا دی، صبح کو خبر ملنے پر مختار نے یہ ظاہر کیا کہ آسمان سے آگ نازل ہوئی تھی جس نے اسماء کا گھر جلا ڈالا[1]

(۱۲)

مختار کی جماعت "کیسانی" مشہور تھی بعد کو اس میں بھی متعدد فرقے ہوگئے با ایں ہمہ دو اصول ان سب میں قدر مشترک ہیں!

امامت | احدهما قولهم بامامة محمد بن الحنفیة والیه کان یدعو المختار۔ — ایک اصل اصول یہ ہے کہ طریقہ کیسانیہ کے تمام فرقے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت کے قائل ہیں، مختار بھی انہیں کی امامت کا داعی تھا۔

بداء | والثانی قولهم بجواز البداء علی اللہ تعالی۔ — دوسرا مشترک عقیدہ ان سب کا یہ ہے کہ "بداء" کے قائل ہیں[2]

---

[1] الفرق بین الفرق۔ ص ۳۴

[2] " " ص ۳۵ و ۳۶

پہلے عقیدہ کی ذیل میں جو لطیفہ پیش آیا سُننے کے قابل ہے۔

امام کا عزم | رُفع خبر المختار الی محمد ابن الحنفیۃ، فخاف من جہتہ الفتنۃ فی الدین، فأراد قدوم العراق لیصیر الیہ الذین اعتقدوا امامتہ۔

مختار کے واقعات و حالات جب محمدؒ بن حنفیہ رضی اللہ عنہ تک پہونچے تو ڈرے کہ ایسا نہ ہو اس شخص کی وجہ سے اسلام میں فتنہ برپا ہو اسی خوف سے حضرت نے عراق کا قصد کیا کہ جو لوگ آپکی امامت کے معتقد ہیں وہ آپکے گرد جمع ہو جائیں

مقتدی کی تشویش | وسمع المختار ذلک فخاف من قدومہ العراق ذہاب دولتہ و ریاستہ، فقال لجندہ۔

مختار نے یہ خبر سُنی تو خوفزدہ ہو گیا کہ عراق میں حضرت اگر تشریف لائے تو مختار کی حکومت اور سرداری کا خاتمہ ہو جائیگا، اس بنا پر اپنے سپاہیوں سے کہا :

قتل امام کا حیلہ | انا علی بیعۃ المہدی، و لکن للمہدی علامۃً، وہو ان یضرب بالسیف ضربۃً فان لم یقطع السیف جلدہ فہو المہدی

امام مہدی کی بیعت پر میں قائم ہوں، مہدی کی ایک شناخت ہے کہ تلوار سے ایک بھرپور وار اُن پر کیا جائے با ایں ہمہ اگر پوستال تک نہ ہوا تو وہی مہدی ہیں (محمدؓ بن حنفیہ کو مختار کی جماعت امام مہدی کہتی تھی)

فسخ عزم | وانتہی قولہ ہذا الی محمد بن الحنفیۃ فاقام بمکۃ خوفاً من ان یقتلہ المختار بالکوفۃ[۱]

محمدؒ بن حنفیہ نے یہ بات سُنی تو مکہ معظمہ ہی میں ٹھیر گئے، آگے نہ بڑھے، کہ مبادا کوفہ میں پہونچیں تو مختار اسی بہانے کہیں انکو قتل نہ کر ڈالے

(۱۳)

ظہور امام کے لیے بے قراری | محمدؒ بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت میں غلو کرنے والے دوسرے مدعی بحری ہیں

ف: الفرق بین الفرق، صفحہ ۳۲ و ۳۳

بہت نمایاں رہ چکے ہیں، سید حمیری اسی طبقہ کے سرخیل تھے جن کا زمانہ حضرت کے ستر برس بعد ہے ان کو یقین تھا کہ حضرت اب بھی زندہ ہیں، شعب رضوٰی میں جہاں نظر بند تھے وہیں اب بھی فرشتوں کی صحبت میں رہتے ہیں، دیکھنا کس درد سے مخاطب کیا ہے۔

الا حیّ المقیم بشعب رضوی   واهد له بمنزله السلاما

(وہ جو کوہ رضوٰی کی گھاٹی میں مقیم ہیں اُن کو سلامتی کی دعا دو اور دہیں ہدیۂ سلام پیش کرو۔)

اَضَرَّ بمعشرٍ والوك منّا   وسَمُّوكَ الخليفة والاماما

(یا حضرت ہم جو آپ کے محب ہیں اور آپ کو خلیفہ و امام مانتے ہیں اُنہیں آپ کی غیبت نے بڑا نقصان پہنچایا

وعادَوا فيك اهل الارض طرًّا   مُقامك عنهم سبعين عاما

(آپ کے لئے تمام باشندگان روئے زمین سے دشمنی کرلی اپنے ہوا خواہوں سے ستر برس تک آپ کا جدا رہنا کیا کچھ اُن کے زیاں کا موجب ہوا۔)

شیخ ابو منصور نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے[2] مگر سید حمیری کی بے قراری اور درد دل کہاں لائے

(۱۴)

بدا کی شان نزول | دوسرے عقیدہ کی شان نزول سنیئے۔

اما سبب قوله بجواز البداء على الله فهو ان ابراهيم بن مالك الاشتر لما بلغه ان المختار تكهن وادعى نزول الوحى قعد عن نصرته واستولى لنفسه على بلاد الجزيرة

"جائز ہے کہ اللہ بدا کرے" اس عقیدہ کی ابتدا یوں ہوئی کہ سپہ سالار ابراہیم بن مالک اشتر کو جب اطلاع ہوئی کہ مختار تو کاہن بن بیٹھا اور نزول وحی کا مدعی ہے، تو ابراہیم بیٹھ رہے مختار کی اعانت سے دستکش ہوگئے، اور الجزیرہ کے علاقہ پر خود قبضہ کرلیا۔

---

[1] فرق الشیعہ ص ۲۰ [2] الفرق۔ ص ۴۰

وعلم مصعب بن الزبير ان ابراهيم بن	مصعب بن الزبیر کو ـــ کہ عراق کے والی تھے
الاشتر لا ينصر المختار فطمع عند ذلك	جب معلوم ہوا کہ ابراہیم اب مختار کی مدد نہ کریں گے
في قهر المختار	تو اُن کو ہوس ہوئی کہ مختار پر غالب آنے کا یہی موقع ہے
مختار سے بیزاری ولحق به . . اكثر ساداتِ	بیشتر سرداران کوفہ مُصعب کے ساتھ ہوگئے
الكوفة غيظاً عنهم على المختار لاستيلائه	یہ لوگ ناخوش تھے کہ مختار نے اُن کے مال و دولت
على اموالهم وعبيدهم واطمعوا مصعباً	اور غلاموں پر قبضہ کرلیا تھا سب نے مل کے مُصعب
في اخذ الكوفة قهراً -	کو لالچ دلایا کہ زبردستی کوفہ پر متصرف ہو جائیں -
فخرج مُصعبٌ من الكوفة في سبعة آلاف	مُصعب سات ہزار سپاہ لے کے نکلے،
رجل من خيله سوى من انضم اليه	سرداران کوفہ کی جمعیت جو لشکر کے ساتھ شامل ہوگئی
من سادات الكوفة	تھی وہ اس تعداد پر مستزاد تھی
فتح کی وحی فلما انتهى خبرهم الى المختار	مختار کو جب اس لشکر کشی کی خبر ملی تو احمر بن شمیط
اخرج صاحبه احمر بن شميط الى قتال مُصعب	کو جو اس کا رفیق اور یار تھا تین ہزار منتخب سپاہ کے ساتھ
ابن الزبير في ثلاثة آلاف رجل من نخبة	مصعب کے مقابلہ کو روانہ کیا سپاہیوں کو یہ بھی اطمینان
عسكره، واخبرهم بان الظفر يكون لهم	دلایا کہ تم ہی فتحیاب ہوگے اور اس باب میں
وزعم ان الوحي نزل عليه بذلك	مجھ پر وحی نازل ہوچکی ہے -
وحی پوری نہ ہوئی فالتقى الجيشان بالمدائن	مدائن میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا،
وانهزم اصحاب المختار وقتل اميرهم	مختار کا لشکر بھاگا، سرلشکر ابن شمیط اور اکثر سرداران
ابن شميط واكثر قواد المختار ورجع	سپاہ قتل ہوئے بقیۃ السیف بھاگ کے مختار کے
فلولهم الى المختار وقالوا -	پاس پہونچے اور اس کو یاد دلایا :

ألم تعدنا بالنصرة على عدونا ؟	کیا آپ نے وعدہ نہیں کیا تھا کہ ہم اپنے دشمن پر غالب آئیں گے
فقال :-	مختار نے جواب دیا :
خدا نے بدا کرلیا | ان الله کان قد وعدنی	اللہ نے مجھ سے یہی وعدہ کیا تھا، لیکن
ذالک، ولکنه بدا له	پھر اس نے "بدا" کرلیا
واستدل علی ذالک بقوله تعالیٰ:	کلام اللہ سے اس پر دلیل پیش کی کہ اللہ جو
یمحو الله ما یشاء ویثبت -	چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت برقرار رکھتا
فهذا کان سبب قول الکیسانیة بالبداء	کیسانی جو بداء کے معتقد ہوئے اس کا یہی سبب تھا

—— (۱۵) ——

فرقہ خطابیہ | کیسانیوں سے دوسروں میں بھی یہی عقیدہ متعدی ہوا۔ سیدنا جعفر صادق علیہ السلام کے بعد کوفہ میں فرقہ خطابیہ کا ہنگامہ بلند ہوا جس کا سرگروہ ابو الخطاب تھا۔ عباسیوں کی سلطنت قائم ہو چکی تھی۔ ابو جعفر منصور کی جانب سے عیسیٰ بن موسیٰ کوفہ کے والی تھے خطابیوں کی جماعت سے مقابلہ ہوا جن کے پاس اسلحہ نہ تھے صرف ڈنڈے اور لکڑیاں تھیں۔ ابو الخطاب نے ان کی ہمت بڑھائی :

لوہے کے مقابلہ میں لکڑی | قاتلوهم فان قصبکم	دشمنوں سے لڑو، تمہاری لکڑیاں ان میں نیزہ
یعمل فیهم عمل الرماح والسیوف ورماحهم	و شمشیر کا کام کریں گی۔ ان کے نیزے تلواریں اور
وسیوفهم وسلاحهم لا تضرکم ولا تحل فیکم	ہتھیار نہ تم کو ضرر پہونچائیں گے نہ زخمی کریں گے

یہ حوصلہ افزائی جب کام نہ آئی، ان جانبازوں نے جب شکست کھائی تو ابو الخطاب سے مخاطب ہوئے:

ما تری، ما یحل بنا من القوم وما تری	کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ان لوگوں کے مقابلہ میں
قصبنا یعمل فیهم ولا یؤثر وقد عمل	ہماری کیا گت بنی؟ ان میں ہماری لکڑیاں کچھ کام
سلاحهم فینا وقتل من تری منا -	نہیں کرتیں اثر تک نہیں ہوتا، ان کے ہتھیار

سلہ الفرق۔ صفحہ ۲۴۳ و ۲۵۲

البتہ ہم میں کارگر ہوئے اور آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ ہم میں سے کتنوں کو قتل کر ڈالا۔

لکڑی نے بدا کی آڑ بگڑی عام روایت کے مطابق ابو الخطاب نے اس کی نسبت یہ معذرت پیش کی :

ان کان قد بدا اللہ فیکم فما ذنبی[1] تمہارے معاملہ میں اگر اللہ ہی نے بدا کر لیا تو میرا کیا گناہ ہے۔

(۱۶)

فرقۂ سلیمانیہ شیعۂ زیدیہ میں ایک فرقہ سلیمان بن جریر سے منسوب ہے اور سلیمانیہ کے نام سے مذکور ہے یہ فرقہ مفضول کی خلافت کا قائل تو ہے مگر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرتا ہے[2] علامہ نوبختی نے سلیمان بن جریر کا ایک تاریخی مقولہ نقل کیا ہے جس کی درشتی کو حتی الوسع نرم کرتے ہوئے اس ذیل میں درج کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں :

نقش سلیمانی لوگوں نے ائمۂ اہل بیت علیہم السلام کی نسبت دو ایسے عقیدے بنا رکھے ہیں جن کے ہوتے ہوئے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

ان میں ایک تو عقیدۂ بدا ہے۔

اور دوسرا تقیّہ

بدا کے ذریعہ جھوٹ کو سچ ثابت کرتے ہیں

اور تقیّہ کے سہارے "حافظ نباشد" کا ثبوت دیتے ہیں[3]

(۱۷)

متکلمین کا مذہب ابن الخطیب الرازی معتقدین بدا کا یہ عقیدہ نقل کرتے ہیں :

---

[1] فرق الشیعہ۔ ص ۵۹۔ [2] الفرق۔ ص ۳۲ و ۳۳۔ [3] مقالۃ سلیمان بن جریر وهو الذی قال لاصحابه بهذا السبب ان الائمة وضعوا لشیعتهم مقالتین لا یظهرون معهما من ائمتهم علی کذب ابدا بقیہ حاشیہ صفحہ مقابل

البداء جائز على الله تعالى وهو ان يعتقد شيئاً ثم يظهر له ان الامر بخلاف ما اعتقده ۔ وتمسكوا فيه بقوله :۔ يَمحُو اللهُ مَا يَشَآءُ وَيُثبِتُ :۔

اللہ تعالیٰ کے لیے بدا جائز ہے یعنی پہلے کسی چیز کا یقین ہوتا ہے پھر کیفیت ظاہر ہوتی ہے کہ جو یقین کیا تھا واقعہ اُس کے خلاف ہے۔ اس کی دلیل کلام اللہ سے پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے

پھر اس پر تبصرہ کرتے ہیں :

واعلموا ان هذا باطل لان علم الله من لوازم ذاته المخصوصة، وما كان كذلك كان

یہ اعتقاد محض باطل ہے، اللہ کا علم اللہ کی ذات خاص کے لوازم سے ہے جہاں یہ صورت

ومما القول بالبداء واجازة التقية، فاما البداء فان ائمتهم لما احلوا انفسهم من شيعتهم محل الانبياء
من رعيتها في العلم فيما كان ويكون والاخبار بما يكون في غد وقالوا لشيعتهم انه سيكون في غد و
في غابر الايام كذا وكذا فان جاء ذلك الشيء على ما قالوه قالوا لهم: الم نعلمكم ان هذا يكون فنحن نعلم من قبل الله
عز وجل ما علمته الانبياء وبيننا وبين الله عز وجل مثل تلك الاسباب التي علمت بها الانبياء عن الله ما علمت وان لم يكن
ذلك الشيء الذي قالوا انه يكون على ما قالوا قالوا لشيعتهم بدا لله في ذلك ۔ واما التقية فانه لما كثرت على ائمتهم
مسائل شيعتهم في الحلال والحرام وغير ذلك من صنوف ابواب الدين فاجابوا فيها وحفظ عنهم شيعتهم جواب ما سألوهم
وكتبوه ودونوه ولم يحفظ ائمتهم تلك الاجوبة لتقادم العهد وتفاوت الاوقات لان مسائلهم لم ترد في يوم واحد ولا
في شهر واحد بل في سنين متباعدة واشهر متباينة واوقات متفرقة فوقع في ايديهم في المسألة الواحدة اجوبة مختلفة متضادة
وفي مسائل مختلفة اجوبة متفقة فلما وقفوا على ذلك منهم ردوا اليهم هذا الاختلاف والتخليط في جواباتهم وسألوهم عنه
وانكروه عليهم فقالوا من اين هذا الاختلاف وكيف جاز ذلك قالت لهم ائمتهم انما اجبنا بهذا للتقية ولنا
ان نجيب بما اجبنا وكيف شئنا لان ذلك الينا ونحن نعلم بما يصلحكم وما فيه بقاؤنا وبقاؤكم وكف عدوكم عنا وعنكم
فمتى يظهر من هؤلاء على كذب ومتى يعرف لهم حق من باطل ۔ فرق الشيعة ص ٥٥ و ٥٦

دخول التغیر والتبدل فیہ محالاً [۱]
ہوئی وہاں اُس میں تغیر و تبدل محال ہوگا [۱]

علامہ صفار لکھتے ہیں :

بدا ایک نقص بشریت ہے | اما البداء فھو ترک ما عزم علیہ۔
"بدا" یہ ہے کہ جس کام کے کرنے کا عزم کیا تھا اس کو ترک کردیں ۔

کقولك: فامض الی فلان، ثم تقول: لاتمض الیہ فیبد ولك عن القول۔
مثلاً تم کسی سے کہو کہ فلاں کے پاس جاؤ، پھر کہو: نہ جاؤ، تم سمجھے کہ پہلا حکم مصلحت کے مخالف تھا، لہٰذا اس کے برعکس دوسرا حکم دیا؟

وھذا یلحق البشر لنقصانھم۔
ناقص ہونے کے باعث ایسی دورنگی انسان ہی کو پیش آسکتی ہے [۲]

—— (۱۸) ——

مذہب شیعۂ اہل بیت | شیعۂ اہل بیت علیہم السلام بدا کو ایک مخصوص مذہبی رُکن قرار دیتے ہیں۔ ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی نے اپنی کتاب التوحید میں "بدا" کا ایک خاص باب کھولا ہے جس کی پہلی حدیث یہ ہے کہ ماعبداللہ بشیءٍ مثل البداء، اور دوسری حدیث میں ہے کہ ماعُظِّم اللہ بمثل البداء یعنی بدا اللہ تعالیٰ کی عبادت یا اس کی تعظیم کا بہترین وسیلہ ہے، کوئی دوسری شے ایسی نہیں [۳]

علامہ کلینی | محدثین شیعہ میں ابوجعفر کلینی بڑے پایہ کے بزرگ ہیں، کتاب الوجیزہ میں اُن کو ثقۃ الاسلام کا خطاب دیا ہے اور تیسری صدی ہجری کا مجدد ملت امامیہ قرار دیا ہے، غیبت صغریٰ کے زمانہ میں بیس برس تک اس کتاب کی تالیف میں سرگرم رہے، امام علیہ السلام کے سفیروں سے ہدایت ہوا کرتی تھی، تکمیل کے بعد امام قائم قیامت مہدی منتظر علیہ السلام پر پیش کی، حضرت نے استحسان فرمایا اور حسن قبول کی عزت بخشی، ماہ شعبان ۳۲۹ میں وفات پائی، اس کتاب کی کچھ روایتیں ملاحظہ ہوں :

بدا کی حقیقت | عن ابی عبداللہ علیہ السلام
ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ

[۱] مفاتیح الغیب۔ طبع ۱۳۰۸ عامرہ مصر ج ۵ ص ۲۱۶۔ [۲] الناسخ والمنسوخ۔ طبع ۱۳۲۳ مطبع سعادۃ مصر ص ۱۰
[۳] الاصول من کتاب الکافی طبع ۱۳۰۲۔ لکھنؤ ص ۸۴

قال: ان للہ علمین علم مکنون مخزون لا یعلمہ الا ھو۔ من ذلک یکون البداء۔ وعلم علمہ ملائکتہ ورسلہ وانبیاءہ فنحن نعلمہ

کہ دو علم ہیں ایک علم مخفی جسے وہی جانتا ہے دوسرا کوئی نہیں جانتا "بدا" اسی علم میں داخل ہے دوسرا علم وہ ہے کہ اللہ نے اپنے فرشتوں اور پیغمبروں کو اس کی تعلیم دی ہے ہم اس علم سے آگاہ ہیں [1]

مالک جہنی روایت کرتے ہیں :

بدا کا ثواب سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول: لو علم الناس ما فی القول بالبداء من الاجر ما فتروا عن الکلام فیہ۔

میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بدا کے قائل ہونے میں جو اجر و ثواب ہے لوگ اگر اس کو جانتے تو اس قول سے باز نہ رہتے

مرازم بن حکیم کہتے ہیں :

بدا شرط نبوت سمعت ابا عبداللہ علیہ السلام یقول: ما تنبأ نبی قط حتی یقر للہ بخمس بالبداء والمشیۃ والسجود والعبودیۃ والطاعۃ۔

ابو عبداللہ علیہ السلام کو میں نے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تک کسی پیغمبر نے اللہ تعالیٰ کے لئے پانچ صفات کا اقرار نہ کرلیا اس وقت تک پیغمبری نہ ملی بدا کا اقرار مشیت کا اقرار سجدہ و فروتنی کا اقرار بندگی کا اقرار عبادت کا اقرار۔

ریان بن الصلت کی روایت ہے :۔

بعثت انبیاء اقرار بدا سمعت الرضیٰ یقول: ما بعث اللہ نبیاً قط الا بتحریم الخمر وان یقر للہ بالبداء۔ [2]

امام رضا علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر ایسا نہیں بھیجا جس نے شراب کو حرام اور اللہ تعالیٰ کے لئے بداء کا اقرار نہ کیا ہو

[1] الاصول من کتاب الکافی۔ طبع ۱۳۰۲۔ لکھنؤ ص ۸۵ [2] ص ۸۶۔

بحث کی تنقیح تفقہ اور تکلم کا زمانہ ہمیشہ عہد روایات و عصر احادیث کے بعد آیا کرتا ہے۔ اخباریین جب ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی روایات کا سرمایہ فراہم کر چکے تو علم خلاف و کلام کی جانب متوجہ ہوئے، اسی ذیل میں "بدا" کی نوبت بھی آئی تھی۔

ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری (متوفی ۳۲۴) کی کتاب مقالات الاسلامیین واختلاف المصلین ایک جرمن مستشرق (ہیلمٹ ریٹر) نے استنبول کے سرکاری مطبع سے ۱۹۲۹ میں شائع کی ہے اس میں سوال اٹھایا ہے کہ : ھل الباری یجوز ان یبدو له اذا اراد شیئا ام لا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے جب کچھ ارادہ کر لیا تو کیا اس ارادہ سے پھرنا اس کے لئے روا ہے یا نا روا؟) جواب میں لکھتے ہیں کہ شیعہ اہل بیت علیہم السلام کے تین فرقے اس باب میں تین مختلف عقیدے رکھتے ہیں۔

خدا پابند بدا فالفرقة الاولیٰ منھم یقولون ان اللہ تبدو له البداوات۔	پہلا فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بدا پیش آتا ہے۔
وانه یرید ان یفعل الشیٔ فی وقت من الاوقات ثم لا یحدثه لحدث له من البداء۔	کسی وقت وہ کچھ کرنا چاہتا ہے پھر بدار پیش آتا ہے یعنی پہلا ارادہ خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے اس بنا پر اس کو ترک کر دیتا ہے۔
بدا نے شریعت منسوخ کر دی وانه اذا امر بشریعة ثم نسخھا فانما ذلك لانه بداله فیھا۔	اللہ تعالیٰ نے جب ایک شریعت کا حکم دیا پھر اس کو منسوخ کر دیا، تو اس کا سبب یہ تھا کہ بدا پیش آیا تھا۔
وان ما علم انه یکون ولم یطلع علیه احدا من خلقه فجائز علیه البداء فیه۔	اللہ کو جس کے ہونے کا علم ہو مگر مخلوقات میں کسی کو اپنے علم سے مطلع نہ کیا ہو، تو اللہ تعالیٰ کے لئے اس میں بدا جائز ہے۔
خلق نے جان لیا تو بدا نہ ہوگا۔ وما اطلع علیه عباده فلا یجوز علیه	لیکن اگر اس نے اپنے بندوں کو اطلاع دیدی ہے

البداء هيه

فرق ثانی | والفرقة الثانية منهم يزعمون انه جائز على الله البداء فيما اعلم انه يكون حتى لا يكون وجوزوا ذلك فيما اطلع عليه عباده وانه لا يكون لما جوزوه فيما لم يطلع عليه عباده

تو پھر اس صورت میں بدا جائز نہیں

دوسرے فرقہ کے زعم میں اللہ تعالیٰ کے لیے بدا جائز ہے جس باب میں اس کو علم تھا کہ یہ صورت ہوگی اسمیں وہ بدا کر سکتا ہے کہ ایسی صورت نہ ہو اللہ نے اپنے بندوں کو جس کی اطلاع دیدی اس میں بھی بدا کو جائز رکھتے ہیں لیکن جس باب میں اطلاع نہ دی ہو وہاں تجویز کے مطابق صورت نہ ہوگی۔

کہاں بداء اور کہاں خدا | والفرقة الثالثة منهم يزعمون انه لا يجوز على الله عز وجل البداء وينفون ذلك عنه تعالىٰ

تیسرا فرقہ اللہ تعالیٰ کے لئے بدا جائز نہیں رکھتا اور اس کی قطعی نفی کرتا ہے[1]

(۲۰)

فلسفۂ امامیہ | علامہ باقر داماد متوفی ۱۰۴۰ نے "نبراس الضیاء" میں ما بدا لله بداء كما بداله في اسماعيل اذ امر اباه بذبحه ثم فداه بذبح عظيم (اللہ نے اسماعیلؑ کے باب میں جیسا بدا رکیا ایسا کوئی بدا نہیں، پہلے تو ابراہیم علیہ السلام کو اسماعیلؑ کے ذبح کرنے کا حکم دیا، پھر اُن کے بدلہ ایک بڑی قربانی کی) پر مفصل گفتگو کی ہے اور "قبسات" کے دسویں قبس میں فلسفہ سے اس عقیدہ کی توجیہ فرمائی ہے لیکن اس "کشف غطا" میں بڑا ہاتھ اسفار اربعہ کا ہے جو فلسفہ کی نہایت جامع تصنیف اور عقاید شیعہ اثنا عشریہ کی تائید و تثبیت میں حیرت انگیز فلسفی استدلال پر حاوی ہے ۱۲۸۲ میں یہ کتاب چھپی تھی اس کی تیسری جلد میں (ص ۸۵ - ۹۱) فلسفہ کے زور سے عقیدۂ بداء کو ثابت کیا ہے۔

دلائل فلسفیہ | فرماتے ہیں کہ :

---

[1] مقالات الاسلامیین ۔ ص ۳۹

(۱) آسمانی طبقات میں اللہ کے ایسے بندے ہیں جن کے تمام افعال بلکہ ارادات تک اللہ ہی کیلئے ہیں

(۲) الواح سماء پر احکام قضا و قدر ثبت ہیں جن کے لکھنے والے کرام کاتبین ہیں

(۳) بدا انہیں آسمانی الواح پر کرام کاتبین سے ہوتا ہے۔

فظمران التجدد فی العلوم والاحوال
لضرب من الملائکۃ وھم الکرام الکاتبون
سائغ غیر ممتنع ولا مستبعد[۱]

اس بحث کے بعد یہ امر واضح ہوگیا کہ علم اور واقعہ کی ذیل میں جو نئی صورت یعنی بدا کی شکل پیش آتی ہے اس کا تعلق فرشتوں کی صنف سے ہے کہ وہی کرام کاتبین ہیں، اس کی خوشگواری میں کچھ کلام نہیں کیوں کہ کوئی استبعاد عقلی استدلالی اس میں نہیں ہے۔

——— (۲۱) ———

"بدا کا سروکار اللہ تعالیٰ شانہ کی سرکار سے ہے، یا فرشتوں کے دربار سے، یا کسی سے بھی نہیں"

یہ مرحلے اس مضمون کی منزل مقصود سے بالکل جدا ہیں۔

اس مضمون کا مفاد محض اس قدر ہے کہ آجکل جو نازک مزاج طبیعتیں کلام اللہ میں ناسخ و منسوخ کے نام سے چیں بر جبیں ہو جاتی ہیں، وہ نسخ اور بداء میں فرق نہیں کرتیں،

نسخ اور ہے، بدا اور ہے، گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
فرق است ز آب خضر کہ ظلمات جائے اوست
تا آب ما کہ منبعش اللہ اکبر است

[۱] اسفار اربعہ ـ سفر ثالث ـ ص ۹۰ ـ